ابو سفیان تائب
حاصل پور

آخری قسط

خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اس تقریر کے بعد حضرت معاویہؓ اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینۃ الرسول تشریف لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ "میرا یہ بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔" پوری ہوگئی۔

حضرت حسنؓ کے ساتھ صلح کے بعد تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر حضرت معاویہؓ کو خلیفہ مقرر کر کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور وہ تمام صحابہؓ بھی جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی بیعت سے کنارا کش ہوگئے تھے، حضرت معاویہؓ کی امامت و خلافت پر متفق ہوگئے اور بیعت کرلی۔ گویا کہ حضرت معاویہؓ کی خلافت پر اجماع امت ہوگیا۔ اس سال کو تاریخ عرب میں "عام الجماعت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، کہ یہ وہ سال ہے کہ جس میں امت کا منتشر شیرازہ پھر مجتمع ہوگیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں نے ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ صلح کر کے مدینہ تشریف لائے تو ایک شخص نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرنے پر آپ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا "مجھے برا بھلا مت کہو کیونکہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات اور دن کی گردش اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک...... معاویہؓ امیر نہ ہو جائیں۔ (البدایہ والنہایہ)

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ بحیثیت حکمران

حضرت معاویہؓ کے امیر المومنین ہو جانے کے بعد جہاد کا وہ سلسلہ از سر نو شروع ہوگیا جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بند ہوگیا تھا۔ آپ نے اہل روم سے جہاد کیا اور ان کے خلاف سولہ جنگیں لڑیں۔ آپ نے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ کو آپ گرمی کے موسم میں جہاد کیلئے روانہ فرما دیتے تھے پھر جب سردیوں کا موسم آتا تو آپ دوسرا تازہ دم حصہ جہاد کیلئے بھیجتے تھے اور آپ کی آخری وصیت بھی یہ تھی شد خناق الروم (روم کا گلا گھونٹ دو)

۴۹ھ میں آپ نے قسطنطنیہ کی جانب زبردست لشکر روانہ کیا جس کا سپہ سالار سفیان بن عوفؓ کو مقرر کیا۔ اور دوسرا لشکر اپنے بیٹے یزید کی ماتحتی میں بھیجا اس لشکر میں اجلہ صحابہ کرام حضرت ابوایوبؓ انصاری، حضرت ابن زبیرؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن جعفرؓ اور حضرت حسینؓ بن علی رضی اللہ عنہما جیسے اعاظم رجال اور بزرگان ملت شامل تھے۔ یہی وہ غزوہ ہے جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارک میں ہی پیش گوئی فرمادی تھی اور اس میں شریک ہونے والوں کے متعلق فرمایا تھا۔

> پہلا لشکر جو قسطنطنیہ کا جہاد کرے گا ان کو بخش دیا جائے گا۔

دوسری حدیث یوں ہے۔

> "کیا ہی اچھی وہ فوج ہوگی اور کتنا اچھا وہ امیر ہوگا جو ہرقل کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری امت کے لوگ ہیں جو سمندر میں فی سبیل اللہ (جہازوں پر) سوار ہیں ان کی مثال یوں ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔

(صحیح بخاری شریف باب الجہاد، باب غزوہ فی البحر)

ر ۹۰۱۱ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بشارتوں سے حضرت معاویہؓ کی بڑی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے قبرص فتح کیا اور سب سے پہلے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔ علامہ ابن تیمیہ اور محدث المہلب اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ۔

"یہ حدیث حضرت معاویہؓ اور ان کے لڑکے اور تمام مجاہدین کی فضیلت میں ہے۔ کہ انہوں نے ہی سب سے پہلے بحری جہاد کیا۔

(فتح الباری ۲/۲۴۲ 'منہاج السنہ ۲/۲۵۲)

اس جنگ کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایا جاسکتا ہے کہ سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے دمشق تشریف لائے اور دمشق سے قسطنطنیہ کی مہم پر گئے اسی طرح حضرت ابوایوبؓ انصاری کی شرکت بھی ایک تاریخی اہمیت رکھتی ہے کہ انتہائی کمزوری اور ضعیف العمری کے باوجود آپ اس غزوہ میں شریک ہوئے اور جب آپ کا وقت آخرت قریب ہوا تو سالار لشکر یزید بن معاویہؓ سے آپ نے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو' آگے لے جاکر دفن کرنا۔ چنانچہ حسب وصیت یزید بن معاویہؓ آپ کا جنازہ لے کر چلا اور رومیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے قلعہ کی فصیل تک پہنچ گیا یہاں تک کہ خاص فصیل کے نیچے آپ کو سپرد خاک کیا۔ مسلمانوں کی یہ ہمت و جسارت دیکھ کر قیصر روم ششدر رہ گیا اس نے دھمکی دی "مسلمانو! تمہارے جانے کے بعد ہم یہ نعش نکال کر کتوں کو دے دیں گے۔" سالار لشکر یزید ابن معاویہؓ نے جواب میں للکارا "یہ ہمارے مقدس صحابی رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے' ہم یہاں ان کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں' خواہ اس میں ہم کو اپنی جانیں کیوں نہ دینی پڑیں..... اگر تو نے اس قبر کی ذرا بھی بے حرمتی کی' تو یاد رکھنا! میں عرب میں ایک نصرانی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا اور نہ کوئی گرجا باقی رہنے دوں گا۔"

(العقد العزیز ۳/۱۳۳ 'تاریخ التواریخ ۶/۲۴)

قسطنطنیہ کے بعد امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے بحری لشکر نے جزیرہ روڈس کی طرف رخ کیا اور ۵۳ھ میں مشہور ماہر جنگ جنادہ ابن امیہ رضی اللہ عنہ' روڈس (سسلی) پر حملہ آور ہوئے یہ جزیرہ نہایت سرسبز و شاداب تھا یہاں زیتون اور انگور ہر قسم کے پھل بکثرت ملتے تھے۔ حضرت جنادہؓ نے اس کو فتح کیا اور یہاں مسلمانوں کی ایک بستی بسائی۔ فتح روڈس کے بعد ۵۴ھ میں دوسرا جزیرہ ارداز بھی فتح ہوا اور حضرت معاویہؓ کے حکم سے یہاں بھی ایک بستی بسائی گئی جو تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق کے مطابق حضرت معاویہؓ کے عزم جہاد کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بحر روم کو اسلامی بیڑے کی جولانگاہ بنا رکھا تھا اس کے امیر البحر دن رات سمندر کی بپھری ہوئی موجوں سے کھیلتے رہتے تھے۔ بقول علامہ طبری صرف عبداللہ ابن قیس حارثی نے کم و بیش پچاس جنگیں لڑیں ہوں گی۔ غرضیکہ فتوحات کے لحاظ سے حضرت معاویہؓ کا عہد نہایت شاندار اور پر شوکت رہا۔ عین درمیان میں بیٹھ کر حضرت معاویہؓ نے ایک طرف بحر اوقیانوس اور دوسری طرف افغانستان و سندھ تک اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے اور ایک اولوالعزم فرمانروا کی طرح کسی بھی مشکل سے نہیں گھبرائے بلکہ جو پتھر بھی ان کے راستے میں حائل ہوا اسے ایک ٹھوکر سے دور پھینک دیا۔ آپ نے چونسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار مربع میل کے وسیع و عریض رقبہ پر پھیلی ہوئی دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت پر بیس سال تک عدل و انصاف کا پرچم سربلند رکھا۔

امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔ حضرت عثمانؓ غنی کے زمانہ سے باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا آپ کے عہد حکومت میں یہ سلسلہ پوری قوت سے جاری ہو گیا۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانے ہی میں بحری فوج قائم کر لی تھی اور عبداللہ ابن قیس حارثیؓ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔

اپنے عہد حکومت میں انہوں نے بحری فوج کو بہت ترقی دی۔ مصر و شام کے ساحلی علاقوں میں بہت سے جہاز سازی کے کارخانے قائم کیے۔ چنانچہ ۱۷۰۰ بحری جہاز رومیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بحری فوج کے کمانڈر جنادہؓ بن ابی امیہ تھے اس عظیم الشان بحری طاقت سے آپ نے قبرص' روڈس جیسے اہم یونانی جزیرے فتح کئے اور اسی بحری بیڑہ سے قسطنطنیہ کے حملہ میں بھی کام لیا گیا۔

ڈاک کا محکمہ سیدنا عمرؓ فاروق کے زمانے میں قائم ہوچکا تھا آپ نے اس کی تنظیم و توسیع کی۔ اور تمام حدود سلطنت میں اس کا جال پھیلا دیا آپ نے ایک نیا محکمہ "دیوان خاتم" کے نام سے بھی قائم کیا نیز آپ نے "خانہ کعبہ" کی خدمت کیلئے متعدد غلام مقرر فرمائے اور دیباو حریر کا بہترین غلاف "بیت اللہ" پر چڑھایا۔ آپؓ کل تقریباً اکتالیس سال امیرالمومنین رہے۔ حافظ ابن کثیرؒ آپ کے عہد حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"آپ کے دور حکومت میں جہاد کا سلسلہ قائم رہا، اللہ کا کلمہ بلند ہوتا رہا اور مال غنیمت سلطنت کے اطراف سے بیت المال میں آتا رہا اور مسلمانوں نے راحت و آرام اور عدل وانصاف سے زندگی بسر کی۔ آپ تالیف قلب، عدل وانصاف اور حقوق کی ادائیگی میں تام احتیاط برتتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ "کہ میں نے حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو حق فیصلہ کرنے والا نہیں پایا۔"

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۵)

حضرت ابو اسحاق السبیعی فرمایا کرتے تھے "اگر تم معاویہؓ کو دیکھتے یا ان کا زمانہ پا لیتے تو عدل وانصاف کی وجہ سے تم ان کو "مہدی" کہتے۔" اسی طرح ایک بار امام اعمشؒ کی مجلس میں حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کا تذکرہ ہوا تو امام اعمشؒ فرمانے لگے "اگر تم معاویہؓ کے زمانہ کو پا لیتے تو تمہیں پتہ چل جاتا۔" لوگوں نے پوچھا ان کے حلم وبردباری کا؟ فرمایا "نہیں بلکہ ان کے عدل وانصاف کا۔" آپ کی ان ہی خوبیوں کی وجہ سے حضرت امام اعمشؒ آپ کو "المصحف" کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔

(العواصم من القواصم ۲۱۰)

امیرالمومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کا دور حکومت ہر اعتبار سے ایک کامیاب دور شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کے دور میں مسلمان خوشحال رہے اور انہوں نے امن وچین کی زندگی گزاری، آپ نے رعایا کی بہتری اور دیکھ بھال کیلئے متعدد اقدامات کئے جن میں سے ایک انتظام آپ نے یہ کیا کہ ہر قبیلہ اور قصبہ میں آدمی مقرر کئے جو ہر خاندان میں گشت کر کے یہ معلوم کرتے کہ کوئی بچہ تو پیدا نہیں ہوا؟ یا کوئی مہمان باہر سے آ کر تو یہاں نہیں ٹھہرا.....؟ اگر کسی بچے کی پیدائش یا کسی مہمان کی آمد کا علم ہوتا تو اس کا نام لکھ لیتے اور پھر بیت المال سے اس کیلئے وظیفہ جاری کر دیا جاتا تھا۔

(ابن تیمیہ منہاج السنہ ۳/۱۸۵)

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حکم دیا تھا کہ دمشق کے غنڈوں اور بدمعاشوں کی فہرست بنا کر مجھے بھیجی جائے اس کے علاوہ آپ نے رفاہ عامہ کیلئے نہریں کھدوائیں جو نہریں بند ہوچکی تھیں انہیں جاری کروایا، مساجد تعمیر کروائیں اور عامۃ المسلمین کی بھلائی اور بہتری کیلئے اور کئی دوسرے اقدامات کئے۔ آپ کے ان اقدامات کی وجہ سے عوام بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ پر جان نثار کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔

ابن تیمیہؒ منہاج السنہ صفحہ ۱۸۹۔ جلد ۳ میں لکھتے ہیں۔ "حضرت معاویہؓ کا برتاؤ اپنی رعایا کے ساتھ بہترین حکمران کا برتاؤ تھا اور آپ کی رعایا آپ سے محبت کرتی تھی اور صحیحین بخاری و مسلم میں یہ حدیث ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارے امراء میں سب سے بہتر امیر وہ ہیں کہ تم ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے، اور تم ان پر نماز پڑھتے ہو اور وہ تم پر۔" یہی وجہ تھی کہ اہل شام آپ پر جان نثار کرتے تھے اور آپ کے ہر حکم کی دل وجان سے تعمیل کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ اپنے لشکریوں سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا "کیا یہ عجیب بات نہیں کہ معاویہؓ اکھڑ جاہلوں کو بلاتے ہیں تو وہ بغیر عطیہ اور داد و دہش کے اس کی پیروی کرتے ہیں اور سال میں دو تین بار جدھر چاہیں انہیں لے جاتے ہیں اور میں تمہیں بلاتا ہوں، حالانکہ تم لوگ عقلمند ہو اور عطیات پاتے رہتے ہو مگر تم میری نافرمانی کرتے ہو، میرے خلاف کھڑے

ہو جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے رہتے ہو۔

(تاریخ طبری ۵/۱۴۸)

امیر المومنین سیدنا معاویہؓ پر آپ کی رعایا کے فدا ہونے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ آپ رعایا کے ایک ادنیٰ فرد کی مصیبت اور اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف محسوس کرتے تھے اور ان کی تکلیف دور کرنے میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتے تھے۔ چنانچہ ایک واقعہ سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت ثابت جو سیدنا ابو سفیانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ۔

> "میں روم کے ایک غزوہ میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شریک تھا' جنگ کے دوران ایک عام سپاہی اپنی سواری سے گر پڑا اور اٹھ نہ سکا تو اس نے لوگوں کو مدد کیلئے پکارا' سب سے پہلے جو شخص اپنی سواری سے اتر کر اس کی مدد کو دوڑا...... وہ حضرت معاویہؓ تھے۔ "

(مجمع الزوائد منبع الفوائد ۹/۳۵۷)

حضرت معاویہؓ کے ان اوصاف اور آپ کے دور حکومت کی ان خصوصیات کا اعتراف عام مورخین کے علاوہ شیعہ مورخین کو بھی کرنا پڑا۔ چنانچہ شیعی مورخ امیر علی لکھتا ہے کہ۔

> "مجموعی طور پر حضرت معاویہؓ کی حکومت اندرون ملک بڑی خوشحال اور پرامن تھی اور خارجہ پالیسی کے لحاظ سے بڑی کامیاب تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہؓ عام مسلمانوں کے معاملات میں دلچسپی لیتے اور ان کی شکایات کو بغور سنتے اور پھر حتی الامکان انہیں دور فرماتے تھے۔ "

(بحوالہ "حضرت معاویہؓ" حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ استحکام خلافت اور بقائے حکومت کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ اسلام میں بھی سرگرم عمل رہے۔ آپ کے زمانے میں اسلام کی بڑی ترقی ہوئی۔ افریقہ کی فتوحات میں بے شمار بربری حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسی طرح رومیوں کی بھی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کے زمانے میں تبلیغ وجہاد کا سلسلہ براعظم افریقہ میں ساحل بحر اوقیانوس تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ آپ کے بلند ہمت سپہ سالار حضرت عقبہؓ افریقہ کے اندرون ملک فتح کا پرچم لہراتے ہوئے ساحل سمندر تک پہنچ گئے جب زمین کہیں دکھائی نہ دی صرف پانی ہی پانی نظر آیا تو خدا کے حضور میں سجدہ ریز ہوگئے اور عرض کی

> "خدایا...... اگر اس زمین کے پردے پر اس سمندر کے پیچھے بھی کوئی ملک ہے تو میں وہاں بھی جہاد کرنے اور سمندر میں گھوڑا بڑھا کر اس تک پہنچنے کے لئے تیار ہوں۔ "

(بحوالہ معاویہؓ بن ابی سفیانؓ از سلام اللہ صدیقی صفحہ ۶۵۰)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ کے دور حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے شیعہ مورخ مسعودی لکھتا ہے۔

> "معاویہؓ کا معمول تھا کہ نماز فجر کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے۔ یہ اجلاس بالکل عام ہوتا' کسی شخص کیلئے روک ٹوک نہ تھی امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ پوری آزادی کے ساتھ آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی عرضی پیش کرتے یا زبانی اپنی تکلیف بیان کرتے اور معاویہؓ فوراً اس کی دادرسی کا حکم دیتے' کوئی نقیب یا دربان اس وقت امیر کے ساتھ نہ ہوتا' انصاف کا دروازہ ہر خاص و عام کیلئے یکساں کھلا رہتا۔ معاویہؓ سرداروں اور امیروں سے فرماتے "کہیں کسی غریب پر ظلم و ستم ہوا ہو' یا کسی حقدار کا حق مارا گیا ہو تو مجھے بتلاؤ تاکہ میں اس کا استیصال کروں۔ تم لوگ شریف اور معزز ہو' تمہارا فرض ہے کہ غریبوں اور مظلوموں کا زیادہ خیال رکھو' میں اس شخص سے خوش ہوں گا جو غریب کی تکلیف مجھ سے آکر بیان کرے گا اور اس مغرور شخص پر میرا غصہ آئے گا جو مظلوم کی اعانت سے پہلو تہی کرے گا۔ میں خدا کے حضور اپنی رعایا کیلئے جوابدہ ہوں گا اگر تم مجھے

خبردار نہیں کرو گے تو حشر کے دن میری سزا میں تم بھی برابر کے شریک ہو گے۔"

(مروج الذہب)

سیرت و کردار

امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہؓ پیکر حسن اخلاق اور انتہائی حلیم و بردبار تھے۔ علم وفضل میں بھی آپ بلند مقام پر فائز تھے۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں۔

"اگر لوگ معاویہؓ کے اخلاق و افعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ "مہدی" یہی ہیں "ہادی" یہی ہیں۔

(المنتقی ۲۳۳، حاشیہ العواصم ۲۰۵)

آپؓ کے حلم و بردباری کے متعلق خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"معاویۃ احلم امتی" میری امت میں معاویہؓ بڑے حلیم ہیں۔ ایک موقع پر سیدنا حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا تھا "معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے معاف رکھو" وہ ایسا حلیم و بردبار شخص ہے کہ غصہ کے عالم میں بھی ہنستا رہتا ہے۔ " حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہؓ سے زیادہ کسی کو حلیم و کریم نہیں پایا۔ " حضرت معاویہؓ کا شمار صاحب علم و افتاء صحابہؓ میں ہوتا تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ جیسے حبرالامت آپ کے تفقہ فی الدین کے معترف تھے۔ فہم قرآن پر بھی آپ کو عبور خاص حاصل تھا۔ آپ کے سینے میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کافی ذخیرہ محفوظ تھا۔ کتب احادیث میں آپ سے ۱۶۳ روایتیں منقول ہیں اور بڑے بڑے صحابہ و حفاظ حدیث مثلاً ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابو سعیدؓ خدری، ابو الدرداؓ، جریر ابن عبداللہؓ، نعمانؓ بن بشیرؓ سائب بن یزیدؓ وغیرہ حضرات نے آپؓ سے روایات نقل کی ہیں۔

فصاحت و بلاغت میں بھی آپ کو عروج کامل حاصل تھا۔ اپنی تقریر سے آپ بڑے بڑے مجمعوں کو مسحور کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ دوران خطبہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"لوگو! میری باتیں غور سے سنو' اس لئے کہ مجھ سے زیادہ اب دین و دنیا سے واقفیت رکھنے والا پھر تم کو کوئی نہیں ملے گا' نمازوں میں اپنے چہروں اور صفوں کو سیدھا رکھو ورنہ خدا تمہارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا' اپنے کم عقل لوگوں کو قابو میں کرو' ورنہ خدا تم پر تمہارے دشمن کو مسلط کر دے گا' صدقہ کیا کرو کیونکہ کم مایہ آدمی کا صدقہ دولت مند کے صدقہ سے زیادہ افضل۔ 'عفیفہ اور پاکدامن عورتوں پر تہمت نہ لگایا کرو کیونکہ آخرت میں اس کا مواخذہ کیا جائے گا۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۴)

اس خطبہ میں آپ کی مدبرانہ و زاہدانہ زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔ حضرت معاویہؓ کی عبادتؓ بندگی کا حال حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ "معاویہؓ کی برائی نہ کرو' میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں۔ " حضرت ابوالدرداؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی سوائے معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے۔ "

(المنتقی ۳۸۹)

لبنان کا مورخ ابو نصر لکھتا ہے کہ " سخاوت و فیاضی میں امیر معاویہؓ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ آپ کے خزانے کے دروازے دشمنوں اور دوستوں دونوں کیلئے یکساں طور پر کھلے رہتے تھے۔ داد دہش اور انعام و اکرام کے ذریعہ آپ لوگوں کی تسخیر کرتے' کینوں اور بغاوتوں کو دور کرتے اور لوگوں کو مملکت کا فرمانبردار بناتے۔

شیعہ مورخ علامہ طقطقی لکھتا ہے۔

"بنو ہاشم اور آل ابی طالب امیر معاویہؓ کے پاس جاتے اور وہ ان کی شاندار مہمان نوازی

کرتے، ان کی تمام ضروریات پوری کرتے، حالانکہ ان میں سے بعض لوگ اس کے عوض ان سے سخت گفتگو کرتے، جلتے، کٹتے لیکن معاویہؓ ان کی باتوں کو کبھی مذاق میں اڑا دیتے، کبھی ٹال جاتے اور اس کے جواب میں قیمتی تحائف اور بڑی بڑی رقمیں دیتے۔"

(الفخری ۹۴)

شروع شروع میں (جبکہ آپ شام کے گورنر تھے) حضرت معاویہؓ بڑی شان کے ساتھ رہتے تھے۔ دروازہ پر سنتری ہوتا، زرق برق لباس پہنتے اور شاندار گھوڑے پر سواری کرتے لیکن یہ سب کچھ عزت نفس کے لئے نہ تھا، رومیوں کو مرعوب کرنے کیلئے تھا۔ چنانچہ بعد کی زندگی (جبکہ آپ خلیفہ ہوئے) فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپ عوام کے جھرمٹ میں بیٹھتے اور ان کی فریادیں سنتے، دسترخوان پر امیر و غریب یکساں طور پر شامل ہوتے اور آپ ان کے ساتھ تناول فرماتے۔ معمولی خچر پر سواری کرتے اور پھٹا ہوا کپڑا پہنے بازاروں میں گھومتے۔ امام اوزاعیؒ کے شیخ امام یونسؒ بن میسرہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت معاویہؓ کو اپنی آنکھوں

سے دیکھا کہ وہ خچر پر سوار تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا اور اس وقت ان کے جسم پر جو کرتہ تھا اس کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت معاویہؓ دمشق کی جامع مسجد میں اس حال میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی قمیص بوسیدہ ہو چکی تھی۔

(مروج الذہب ۴۲۳/۳، البدایہ والنہایہ ۱۳۵/۸، کتاب الزہد امام احمد بن حنبلؒ)

امام بخاریؒ لکھتے ہیں

"ایک مرتبہ کسی مجلس میں حضرت معاویہؓ تشریف لائے تو لوگ ادب سے اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا جو شخص اس سے خوش ہوتا ہو کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(ادب المفرد باب قیام الرجل)

حضرت امیر معاویہؓ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ اعلیٰ ترین سیاست دان اور بہترین مدبر تھے۔ آپ کی ذہانت و فراست کی تعریف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی اور حضرت ابو بکرؓ صدیق و حضرت عمرؓ فاروق کو مخاطب کر کے فرمایا تھا

"تم لوگ معاویہؓ کو اپنے مشوروں میں شریک کر لیا کرو اور اپنے معاملوں میں ان کو گواہ بنا لیا کرو۔ فانہ قوی امین یہ مضبوط امانتدار ہیں۔"

(مجمع الزوائد ۹/۳۵۶)

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے

"حضرت معاویہؓ ایک دانشمند شخص تھے، جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔ حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے جن کی حکومت سے لوگ مانوس ہو گئے تھے اور جنہوں نے اپنی خوش کلامی اور حسن تدبیر سے عوام کا دل موہ لیا تھا۔"

(عمرؓ فاروق اعظم ۳۵۷ محمد حسین ہیکل)

امیر المومنین سیدنا حضرت معاویہؓ نے صرف عوام کا ہی دل موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبیر سے خلافت راشدہ کے اصول کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ صاحب تاریخ ملت تحریر فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں کی خانہ جنگیوں سے خلافت راشدہ کی دلنواز و نظر افروز تصویر کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا، تاہم امیر معاویہؓ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔"

(تاریخ ملت ۳/۵۰)

ہمیں سیدنا معاویہؓ کے اقوال و ارشاد میں حکمت و موعظمت کے اشارے ملتے ہیں۔ آپ کا قول ہے

"شریف کیلئے اس کی زینت پاکدامنی ہے۔ تمام نعمتوں میں سب سے افضل عقل اور علم

ہے' عالم اور عاقل مصیبت میں صبر کرتا ہے' غصہ آتا ہے تو پی جاتا ہے' دشمنوں پر قابو پاتا ہے تو درگزر سے کام لیتا ہے' برائی سرزد ہوتی ہے تو معافی چاہتا ہے' وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے۔ آپ حلیم و حکیم اور نہایت خوبصورت تھے' رنگ سرخ و سفید اور چہرہ بارعب وباوقار تھا' جس وقت عمامہ پہنتے اور سرمہ لگاتے تو بہت زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے عادات عرب کے خلاف شادیاں بہت کم کی تھیں۔ میسون بنت بحدل کلبیہ سے آپ کے بیٹے یزید کی پیدائش ہوئی' فاختہ بنت قرظہ سے عبدالرحمن اور عبداللہ پیدا ہوئے اور تین بیٹیاں ہند' رملہ اور صفیہ پیدا ہوئیں۔

(سیر الصحابہ ۶/۱۴۴ کتاب المعارف ابن قتیبہ ۱/۲۰۵)

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم

حضرت معاویہؓ کو سرکار دوعالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا تعلق اور عشق تھا۔ آپ کا پیمانہ دل حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز رہتا تھا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ زندگی میں کبھی آپؐ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے ہر وقت وفاشعاری' خدمت گزاری کے مواقع کی تلاش میں رہے یہاں تک کہ رحلت کے بعد بھی ان کی محبت و عقیدت کا وہی عالم رہا۔ ایک مرتبہ آپ مدینہ تشریف لے گئے تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

"اماں.....! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔" ام المومنین رضی اللہ عنہا نے وہ تبرکات بھیج دیئے۔ آپ نے صندوق کھولا تو اس میں کملی شریف تھی اور موئے مبارک تھا۔ حضرت معاویہؓ نے بڑے ادب کے ساتھ کملی اپنے اوپر ڈال لی۔ پھر موئے مبارک کو غسل دیا اور اس کا پانی اپنے بدن پر چھڑکا اور جو بچا اسے پی گئے۔

(البدایہ والنہایہ ۸/۱۳۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی محبت و عقیدت کا یہ حال تھا اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بھی آپ کے دل میں کچھ کم نہ تھی۔ سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی قدر کرتے تھے' انھیں دو دولا کھ کے نذرانے پیش کرتے تھے۔ ایک بار زیورات اور جواہرات سے بھرا ہوا صندوق بھیجا ام المومنین نے اسے قبول فرمالیا اور مدینہ کی غریب عورتوں اور لڑکیوں کو بلوا کر وہ زیورات ان میں تقسیم کر دیئے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی جنگ ہو چکی تھی لیکن آپ کے دل میں ان کی طرف سے کوئی ملال نہ تھا۔ حضرت علیؓ نے اپنی زندگی ہی میں صلح کر لی تھی اور رشتے ناطے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ سیدنا حضرت علیؓ کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ ایک بار حضرت علیؓ کے دوست ضرارؓ بن حمزہ تشریف لائے تو آپ نے بڑے خلوص کے ساتھ کہا کہ بھائی ضرارؓ میں آپ کی زبان سے علیؓ المرتضیٰ کے فضائل سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے معذرت کی تو آپ نے کہا تمہیں خدا کی قسم تم سناؤ۔ آخر انہوں نے بڑے فصیح و بلیغ انداز میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر ایک جامع تقریر کی۔ راوی کا بیان ہے کہ تقریر ختم ہوتے ہی حضرت معاویہؓ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور دیر تک روئے پھر حالت سنبھلی تو فرمایا "خدا کی قسم اے ابوالحسن (علیؓ المرتضیٰ) آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں' واقعی آپ اتنے ہی افضل و اعلیٰ تھے بلکہ زیادہ اور اس سے کہیں زیادہ۔ ایک بار خود فرمایا.....

"حضرت علیؓ شیر تھے' چودھویں رات کے چاند تھے' رحمت خداوندی کی بارش تھے۔" کسی نے پوچھا.....

"آپ افضل ہیں یا علیؓ ....؟" فرمایا! "علی رضی اللہ عنہ' کے قدم آل ابی سفیانؓ سے افضل ہیں۔" حضرت علیؓ کے جگر پاروں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

کی قدر و منزلت اور محبت و شفقت بھی حضرت معاویہؓ دل و جان سے کرتے تھے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ یہ شہزادے جب بھی امیر معاویہؓ کے پاس جاتے تو وہ ان کی عزت و تکریم کرتے، گراں بہا تحفے دیتے اور اپنے برابر تخت پر بٹھاتے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

"حضرت معاویہؓ ان دونوں صاحبزادوں کو ایک مشت دو دولاکھ درہم عنایت فرماتے تھے۔ شیعی مورخ علامہ ابن الحدید نے لکھا ہے کہ معاویہؓ دنیا کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حسنؓ و حسینؓ کو دس دس لاکھ درہم سالانہ عطا کئے۔

(ریاض النضرہ ۲/۲۱۲، ابن عساکر ۲۰۹/۴، کتاب الناہیہ ۴۹، ابن کثیرؒ ۸/۱۳۷، ناسخ التواریخ ۶/۷۸، شرح ابن الحدید ۲/۸۲۳)

جس وقت حضرت حسنؓ کے انتقال کی خبر حضرت معاویہؓ نے سنی تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ اس وقت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا...... "ابوالعباس (عبداللہ) خدا تم کو حسنؓ مجتبیٰ کی رحلت پر صبر جمیل عطا فرمائے۔"

(البدایہ ۸/۲۵۷)

ان صاحبزادوں سے آپ کی محبت و شفقت تادم آخر باقی رہی۔ امامیہ مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے۔

"معاویہؓ کا وقت آخر قریب ہوا تو انہوں نے امام حسینؓ کے متعلق یزید کو وصیت کی...... "بیٹا! حسینؓ تیرے مقابلے میں آئیں تو ان سے درگزر کرنا، عزت و محبت سے پیش آنا، وہ جگر گوشہ رسولؐ ہیں اور تیرے قرابت دار ہیں۔" امامیہ فاضل علی لکھتا ہے کہ امیر معاویہؓ کی حقیقی بھانجی لیلیٰ بنت مرہ حضرت امام حسینؓ کے عقد میں تھی جن کے بطن سے شہید کربلا علی اکبرؓ پیدا ہوئے۔

سیدنا حضرت امیر معاویہؓ جس طرح کا پیار اور محبت حضرات حسنینؓ سے فرماتے تھے اسی طرح عبداللہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن جعفرؓ کے ساتھ بھی پیش آتے تھے۔ صاحب تاریخ الامت لکھتے ہیں کہ امیر معاویہؓ اپنے زمانہ میں ابن عباسؓ کی بہت تعظیم کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہی محبت کرتے تھے جو ابو سفیانؓ کو عباسؓ کے ساتھ تھی۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت امیر معاویہؓ کے بڑے مداح تھے ایک بار کسی نے حضرت معاویہؓ پر نکتہ چینی کی تو یہ بے ساختہ بول اٹھے...... "انہیں کچھ مت کہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں، فقیہ اور مجتہد ہیں۔" ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا "معاویہؓ کا حلم ان کے غضب پر اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے، وہ صلہ رحمی کرتے ہیں قطع نہیں کرتے لوگوں کو ملاتے ہیں، جدا نہیں کرتے۔ میرے ساتھ ان کے تمام معاملات درست رہے اور انتہائی درست۔" حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما بڑے بزرگ صحابی اور خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ تھے۔ آغوش رسالت کے پروردہ حضرت جعفرؓ طیار کے لخت جگر تھے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے داماد اور حضرات حسنینؓ کے بہنوئی تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ ان سے تو بہت ہی زیادہ مشفقانہ برتاؤ کرتے تھے اور وہ ان سے حد درجہ مانوس تھے۔ چنانچہ یہ دمشق جاتے تو ایک ایک مہینہ وہاں رہ جاتے۔ ایک امامیہ مورخ لکھتا ہے۔

"ایک بار عبداللہ ابن جعفرؓ حضرت معاویہؓ کے ہاں قیام فرما تھے کہ ان کی اہلیہ کو بچہ تولد ہوا۔ اس ولادت پر حضرت معاویہؓ اتنا خوش ہوئے کہ دس لاکھ کی رقم عنایت فرمائی اور اس پر حضرت ابن جعفرؓ اتنا متاثر ہوئے کہ اس بچے کا نام "معاویہ" رکھ دیا۔ عبداللہ ابن جعفرؓ کے حضرت معاویہؓ سے اتنے زیادہ قریبی تعلقات اور رشتے ناتے تھے کہ انہوں نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام محمد کا عقد حضرت معاویہؓ کے بیٹے یزید کے ساتھ کر دیا تھا۔"

(جلاء العینین ۱۸۶، کتب امامیہ، جلاء العیون ۵/۴۲۱، شہدائے کربلا ۶...... ۳، مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ، طبری ۱۹/۱۳، تاریخ الامت ۷/۴)

سیدنا حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہ ایک بار حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو جامع دمشق میں خطبہ دیتے ہوئے سیدنا حسینؓ نے فرمایا۔

"اے آل محمد کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔" حضرت معاویہؓ نے پوچھا...... "بھتیجے آل محمد کے گروہ میں کون لوگ ہیں...... ؟" تو فرمایا...... "جو ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، اور معاویہؓ کو گالی نہیں دیتے۔"

(ابن عساکر ۳۱۲/۴)

وفات

امیر المومنین خلیفہ ششم سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی علم و عمل کی زندگی تھی۔ آپ سے جتنا کچھ بن پڑا آپ نے مسلمانوں اور عوام الناس کی اصلاح اور بہبود کیلئے کام کیا اور اس کیلئے اپنی پوری زندگی خرچ کر دی۔ بیس سال امارت اور انیس سال تین مہینے خلافت کرنے کے بعد ۶۰ھ میں جبکہ آپ عمر کی اٹھترویں منزل سے گزر رہے تھے، آپ کی طبیعت ناساز ہوئی اور پھر طبیعت مزید خراب ہوتی چلی گئی اور طبیعت کی یہی ناسازی مرض وفات میں تبدیل ہو گئی۔ اسی مرض وفات میں آپ نے خطبہ دیا۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ آپ نے فرمایا "اے لوگو! بعض کھیتیاں ایسی ہیں جن کے کٹنے کا وقت قریب آ چکا ہے۔ میں تمہارا امیر تھا میرے بعد مجھ سے بہتر کوئی امیر نہ آئے گا، جو آئے گا مجھ سے گیا گزرا ہی ہو گا۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے جو امیر ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے۔" اس خطبہ کے بعد آپ نے تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت فرمائی، فرمایا "کوئی عاقل اور سمجھدار آدمی مجھے غسل دے اور اچھی طرح غسل دے۔" پھر اپنے بیٹے یزید کو بلایا اور کہا...... "اے بیٹے! ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا، جب آپؐ ضروریات سے فارغ ہوتے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا، آپؐ نے میرا کرتہ دیکھا وہ مونڈھے سے پھٹ گیا تھا۔ فرمایا "معاویہ! تجھے کرتہ پہنا دوں؟" میں نے عرض کیا "میں آپؐ پر قربان" ! ضرور ضرور......

چنانچہ آپؐ نے کرتہ عنایت فرمایا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا وہ میرے پاس اب تک موجود ہے۔ ایک دن...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک ترشوائے میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اٹھا لئے تھے وہ بھی آج تک میرے پاس شیشی میں رکھے ہوئے ہیں۔ دیکھو! جب میں مر جاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میری آنکھوں کے حلقوں اور منہ اور نتھنوں میں رکھ دینا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ بچھا کر اس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔" آپ نے یہ وصیت کی اور وسط رجب (۲۲ رجب) ۶۰ھ کو علم، حلم، تدبر، عزم، فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کیلئے غروب ہو گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سیدنا حضرت معاویہؓ کے انتقال کی خبر پورے دمشق میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا ہر طرف اداسی و مایوسی نظر آنے لگی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا شہر دار الخلافہ کی طرف امڈ آیا۔ لوگوں کو تسلی و تشفی دینے کے لئے حضرت ضحاکؓ بن قیس باہر تشریف لائے اور با آواز بلند فرمایا "اے لوگو...... ! معاویہؓ عرب کے سالار، عرب کی طاقت، عرب کے سرمایہ ناز تھے۔ خدا نے ان کے ذریعہ فتنہ رفع کیا، ان کو فرمانروا بنایا اور ان کے ہاتھوں فتوحات کیں۔ افسوس...... آج وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔" حضرت ضحاکؓ بن قیس نے سیدنا حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دمشق کے باب الصغیر میں آپ کی تدفین ہوئی۔ جس وقت یہ خبر مدینہ پہنچی تو وہاں بھی رنج و غم کی فضا چھا گئی۔ سیدنا حضرت حسینؓ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا، بخشش و مغفرت کی دعا کی اور از راہ تعزیت والی مدینہ ولید بن عقبہ اموی سے فرمایا "خدا اس مصیبت پر تم کو اجر عظیم عطا فرمائے۔"

حضرت عبد اللہؓ ابن عباس کھانا تناول فرما رہے تھے، سنتے ہی دسترخوان اٹھوا دیا اور حاضرین دسترخوان سے فرمایا "اللہ کی قسم معاویہؓ ان لوگوں کے مثل تو نہ

تھے جو ان سے پہلے (خلفاء راشدین) گزر گئے۔ پھر بھی ان کے بعد اب ان کے مثل کوئی نہیں' خدایا...... تو معاویہؓ پر باران رحمت نازل فرما' وہ ہم میں اور ہمارے چچیرے بھائیوں (بنوامیہ) میں بڑے دانشور اور بزرگ تھے۔ اگرچہ ہم لوگوں میں تلواریں چلیں اور باہمی کشمکش ہوئی لیکن ہم ان جیسا کس کو پائیں گے اور نہ وہ ہمارے جیسا کسی کو پائیں گے۔"

(ابن عبدالبر الاستیعاب تحت الاصابہ ۳/۳۷۸' طبری ۷/۲۰۲' ابن خلدون ۵/۵۶' الامامت والسیاست ۲۱۳' بلاذری ۴/۴)

علامہ ابن اثیرؒ نے اپنی تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ "ایک مرتبہ عبدالملکؒ بن مروان حضرت معاویہؓ کی قبر کے قریب سے گزرے تو کھڑے ہوگئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے اور دعائے خیر کرتے رہے۔ ایک آدمی نے پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے؟ عبدالملک بن مروان نے جواب دیا...... یہ اس شخص کی قبر ہے کہ جب بولتا تو علم و تدبیر کے ساتھ بولتا تھا اور اگر خاموش رہتا تو علم و بردباری کی وجہ سے خاموش رہتا تھا۔ جسے دیتا اسے غنی کر دیتا' جس سے لڑتا اسے فنا کر ڈالتا۔"

حضرت معاویہؓ صحابہؓ کرام' آئمہ عظامؒ اور علماءؒ اُمت کی نظر میں

سیدنا عمرؓ فاروق :

"جب امت میں تفرقہ اور فتنہ برپا ہو تو تم لوگ معاویہؓ کی اتباع کرنا اور ان کے پاس شام چلے جانا۔ معاویہؓ کی عیب جوئی سے مجھے معاف رکھو۔ حضرت عمرؓ سے صحابہؓ کرام کی ایک جماعت نے فرمایا..... آپ کے ساتھیوں میں معاویہؓ بے مثال ہیں۔"

(تطہیر الجنان ۷' ۳' ازالۃ الخفاء ۲/۷۵' اعلام الاسلام ۲۶۹' طبقات ابن سعد)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ :

"حضرت عثمانؓ کے بعد میں نے معاویہؓ جیسا عادل اور حقانی فیصلے کرنے والا نہیں دیکھا۔"

(البدایہ ۸/۱۳۸)

حضرت ابو دردأؓ ابن عامرؓ :

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نماز پڑھنے والا معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ کے سوا کوئی نہیں دیکھا۔"

(منہاج السنہ' ابن تیمیہؒ ۳/۱۸۵)

حضرت عبداللہؓ ابن عمرؓ :

"میں نے حضرت معاویہؓ سے بڑھ کر کسی کو سردار نہیں پایا۔"

(استیعاب ۱/۳۶۲)

حضرت عبداللہؓ ابن عباسؓ :

"میں نے معاویہؓ سے بہتر حکومت کیلئے موزوں کسی کو نہیں پایا۔"

(تاریخ طبری ۲/۲۱۵)

حضرت عمیر بن سعدؓ :

"اے لوگو! معاویہؓ کا ذکر بھلائی سے کرو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہادی اور مہدی کے لقب سے نوازا۔"

(ترمذی باب فضائل معاویہؓ)

امام احمد بن حنبلؒ :

"تم لوگ حضرت معاویہؓ کے کردار عمل کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ دیتے یہی مہدی ہیں۔"

(حاشیہ العواصم ۲۰۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ :

"البدایہ والنہایہ میں ہے کہ حضرت عمر بن

عبدالعزیزؒ سیدنا معاویہؓ کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کوڑوں سے پٹواتے تھے۔"

امام اعظم ابو حنیفہؒ :

"حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں ابتدا نہیں کی۔"

(المنتقی ۲۵۱)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ :

"آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تو آپ نے فرمایا حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کے سموں کا غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اڑا، عمر بن عبدالعزیزؒ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔"

(مکتوبات مجدد بحوالہ حضرت معاویہؓ از سلام اللہ صدیقی)

حضرت امام مالکؒ :

"حضرت معاویہؓ کو برا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق کو برا کہنا۔"

(صواعق المحرقہ ۱۵۵)

قاضی عیاضؒ :

"سیدنا معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ اور برادر نسبتی ہیں۔ کاتب رسول اور وحی الٰہی کے امین ہیں۔ جو انہیں برا کہے اس پر خدا، رسول اور فرشتوں کی لعنت۔"

(الشفاء ۹۵)

امام بخاریؒ :

"آپ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "بخاری شریف" میں حضرت معاویہؓ کے فضائل ایسے اعلیٰ انداز میں بیان فرمائے ہیں، کہ انہوں نے روافض کا سر کچل کے رکھ دیا۔

(فتح الباری ۷/۸۳)

آپ کی دینی خدمات کی وجہ سے عوام آپ سے محبت کرتے تھے، اور آپ پر جان نثار کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے (کتاب الادب المفرد)

سید عبدالقادر جیلانیؒ :

"میں معاویہؓ کے راستے میں بیٹھا ہوں اور ان کے گھوڑے کی دھول اڑ کر مجھ پر پڑ جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہی میری نجات کا وسیلہ ہے۔"

(امداد الفتاویٰ ۴/۱۲۳)

امام ربیع بن نافعؒ :

"حضرت معاویہؓ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پردہ ہیں، جو یہ پردہ چاک کرے گا وہ تمام صحابہؓ پر لعن طعن کرنے کی جرات کر سکے گا۔"

(خلاصہ غنیۃ الطالبین ۱/۱۷۱)

ملا علی قاریؒ :

"حضرت معاویہؓ مسلمانوں میں سب سے اول اور سب سے افضل بادشاہ ہیں اور امام برحق ہیں ان کی برائی میں جو روایتیں ہیں وہ سب وضعی اور جعلی ہیں۔"

(الموضوعات الکبیر ۱۶۹ تا ۱۷۱)

حضرت مجدد الف ثانیؒ :

"حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے لڑنا اجتہاد پر مبنی تھا، اور یہ اہلسنت کے عقائد میں سے ہے۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت معاویہؓ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے پورا کرنے میں خلیفہ عادل تھے۔ رہا اختلافات کا مسئلہ تو اس میں وہ تنہا نہ تھے۔ بلکہ نصف صحابہؓ کی تائید انہیں حاصل تھی۔"

(از مکتوبات)

حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی :

"تم لوگ معاویہؓ کی بدگمانی سے بچو، کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں اور زمرہ صحابہؓ میں بڑی فضیلت والے ہیں۔ خبردار! ان کی بدگوئی میں پڑ کر گناہ کے مرتکب نہ ہونا۔"

(ازالہ الخفاء ۱/۱۱۳)

علامہ خطیب مصریؒ :

"حضرت علیؓ مرتبے میں حضرت معاویہؓ سے افضل ہیں۔ لیکن حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ بلکہ مملکت اسلامیہ کے ستونوں میں سے دو ستون ہیں۔ جو کچھ فتنہ و فساد ان کے مابین ہوا اس کا پورا گناہ سبائی فتنہ کے ذمہ ہے۔"
(المنتقی ۲۵۱)

حضرت مولانا رشید احمدؒ گنگوہی :

"حضرت معاویہؓ کا شمار ان عظیم المرتبت صحابہؓ میں ہوتا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے منفرد حصہ پایا۔"

حضرت مولانا اشرف علیؒ تھانوی :

"بعض لوگ غلط فہمی سے حضرت معاویہؓ کو جلیل القدر صحابہؓ سے الگ کر دیتے ہیں ان کی یہ تقسیم سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔"

حضرت سید نذیرؒ حسین دہلوی :

"حضرت معاویہؓ نے کفر کی حالت میں بھی کبھی اسلام کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔ اور قبول اسلام کے بعد آپ نے اسلام کی بے مثال خدمت کی۔"

مولانا احمد رضاؒ خان بریلوی :

"جو حضرت معاویہؓ پر طعن کرے، وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز حرام ہے۔ [حضرت معاویہؓ خلیفہ راشد تھے] ملفوظات
(احکام شریعت ۶۹، ۱/۹۱) حصہ سوم، ص ۷۷

سیدنا معاویہؓ غیر مسلم مغربی مورخین کی نظر میں

کولمبیا انسائیکلوپیڈیا :

"امیر معاویہؓ جو دولت بنی امیہ کے بانی ہیں، اسلام کے عظیم ترین مدبروں میں سے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے سیکرٹری (کاتب) تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ایک نمایاں جرنیل بن گئے۔ معاویہؓ کی پالیسی ہمیشہ بردبارانہ رہی اور ہمیشہ روشن دماغی سے امور مملکت سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے اسلامی مملکت کو پھر نمایاں طور پر یکجہتی بخشی۔" (۱۲۱۹)

پروفیسر ہٹی

"ہٹی موجودہ عرب دنیا کا سب سے بڑا مورخ تصور کیا جاتا ہے۔ اس کی اسلام دشمنی کو تاریخ کا ہر طالبعلم جانتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود سیدنا معاویہؓ کے کمالات وفضائل کا اسے بھی اقرار کرنا پڑا۔ وہ اپنی مشہور کتاب میں لکھتا ہے...... "معاویہؓ میں سیاسی حس اپنے سے قبل تمام خلفاء سے قریباً زیادہ ہی تھی۔" "عرب مورخین کے نزدیک ان کی سب سے بڑی خوبی "حلم و بردباری" تھی۔ یعنی وہ غیر معمولی قابلیت جس سے کہ طاقت کا استعمال صرف اسی وقت کیا جاتا، جب وہ انتہائی ضروری ہوتا ورنہ ہر موقع پر نرمی اور بردباری سے کام لیا جاتا۔ وہ اپنی نرمی اور ملائمت سے دشمن کو غیر مسلح کر دیتے تھے۔ ان کا دیر سے غصہ میں آنا اور اپنے آپ پر مکمل ضبط انہیں ہر موقع پر کامیاب و کامران بنا دیتا تھا۔ چنانچہ وہ خود کہتے ہیں......

"میں اس جگہ اپنی تلوار استعمال نہیں کرتا جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے۔ اور جہاں میری زبان سے کام بنتا ہے وہاں میں اپنا کوڑا استعمال نہیں کرتا اور جہاں میرے اور لوگوں کے درمیان ایک بال برابر بھی رشتہ قائم ہو میں اسے نہیں توڑتا۔ کیونکہ جب وہ اسے کھینچتے ہیں تو میں ڈھیلا کر دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیلا کرتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں۔" پروفیسر ہٹی آگے لکھتا ہے "ان سب خوبیوں کے باوجود معاویہؓ کئی مورخین کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ وہ انہیں اسلام میں پہلا "ملک" (بادشاہ) سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عرب مورخین کے نزدیک یہ لقب نہایت ناپسندیدہ ہے۔" مورخین کے خیالات پر ان تنگ نظر لوگوں کا عکس ہے جو انہیں خلافت نبوت تبدیل کرنے

والا سمجھتے ہیں۔ اسلامی تاریخ نے جو کہ زیادہ تر عباسی عہد خلافت میں شیعی اثرات کے تحت مرتب کی گئی ہے' ان کے دینی کمالات کو قابل اعتراض اور مشکوک بنا دیا ہے۔ ابن عساکر کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک بہترین مسلمان تھے۔ آپ نے اپنے بعد کے آنے والے اموی خلفاء کے لئے حلم و بردباری' شجاعت و بسالت' دانائی وزیرکی اور تدبیر و سیاست کے بہت سے اصول چھوڑے' جن پر کچھ خلفاء نے عمل بھی کیا۔ وہ فرمانرواؤں میں سے بہترین فرمانروا تھے۔

(ہسٹری آف دی عربز۔ صفحہ ۱۹۷' ۱۹۸)

حقیقت سے چشم پوشی تو کی جا سکتی ہے' لیکن حقیقت کو بناوٹ اور جھوٹ کے مکروہ پردوں میں چھپایا نہیں جا سکتا کیونکہ یہ وصف حقیقت ہے کہ وہ کبھی نہ کبھی آشکارا ہو کر رہتی ہے۔ خال المسلمین (مسلمان امت کے ماموں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی' قاتل سبائیت والفت' خلیفہ برحق' امیرالمومنین و امام المتقین راشد خلیفہ ششم سیدنا و مولانا حضرت امیر معاویہؓ سلام اللہ ورضوانہ تاریخ اسلام میں رفعت وعظمت کی انتہائی سربلندیوں پر فائز فدائے اسلام اور محبوب شارح اسلام علیہ السلام ایک ایسی بے لوث و بے داغ شخصیت ہیں کہ آپ کے سنہری فضائل وکمالات کا انکار دوپہر میں چمکتے ہوئے سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام میں جس قدر مظلوم شخصیت سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی ہے' شاید ہی کسی اور کی ہو۔ ان کے دشمنوں نے جتنی روایتیں انہیں بدنام کرنے کیلئے وضع کی ہیں شاید ہی کسی اور کے لئے کی ہوں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں۔

"بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو وہ سب بنوامیہ خصوصاً امیر معاویہؓ کے دشمن تھے اور تاریخ کا آغاز اسی زمانہ میں ہوا' اس لئے بہت سی روایتیں جو عرصہ سے زبانوں پر چڑھی چلی آ رہی تھیں تاریخوں میں داخل ہو گئیں۔ ابن جریر طبری بھی اپنی کتاب غلط روایات سے محفوظ نہ رکھ سکا۔"

(سیر الصحابہ ۹۳' ۶/۹۴)

علامہ اسلم جیراج پوری بھی لکھتے ہیں "بنوعباس چونکہ بنوامیہ کے سخت ترین مخالف اور دشمن تھے اور تاریخ کی کتابیں عہد عباسیہ میں لکھی گئیں' اس لئے بنوامیہ اور امیر معاویہؓ کے متعلق وہ روایتیں جو ان کے دشمنوں نے تراشی تھیں' ان کتب میں درج کر لی گئیں۔ اس لحاظ سے بنوامیہ کی تاریخ یکطرفہ ہم تک پہنچی ہے۔" بنوامیہ کی بڑی بڑی اسلامی مہموں کو بد دیانتی کے دبیز پردوں میں چھپا دیا گیا۔ ایک سازش کے تحت ایسی ایسی جھوٹی اور من گھڑت روایات گھڑی گئیں کہ جن کا تصور بھی محال ہے۔ حالانکہ حضرت معاویہؓ کا دور حکومت اسلامی تاریخ کا وہ سنہرا دور ہے جس کی مثالیں ۱۴۰۰ سال کی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔

سیدنا حضرت معاویہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رفیق' برادر نسبتی اور بڑے بلند مقام صحابیت پر فائز جانثار ساتھی تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر نے ان کو جنتی کہہ کر ان کی عدالت و دیانت پر مہر ثبت کر دی۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی بہت بڑا گناہ اور سیکڑوں برس کی عبادت کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ اس لئے تاریخ کی ہر ایسی روایت کو نظرانداز کر دیا جائے جو صحابیتؓ کا تقدس مجروح کرتی ہو۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات کے مقابلہ میں ان بے بنیاد روایات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ سیدنا ابوبکرؓ صدیق سے لے کر حضرت وحشیؓ بن حرب تک کوئی صحابیؓ بھی خودغرض نہیں۔ بلکہ تمام صحابہؓ "محفوظ عن الخطا" نیک نیت' صاحب عدالت یعنی حق وانصاف پر قائم تھے اور آخر دم تک رہے۔ یہی عقیدہ برحق ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو ازواجؓ واصحابؓ رسول اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت نصیب فرمائے اور ان مبارک ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں بھی انہیں کا ساتھ نصیب فرمائے۔

(آمین ثم آمین)